اکابر علماء ہند اور چند مشاہیر کے
تعزیتی مکاتیب

مولانا قاضی زین العابدین میرٹھی، خطیب شاہی جامع مسجد میرٹھ

برادر مکرم و محترم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

دارالعلوم دیوبند میں، شرکت اجلاس مجلس شوریٰ کے سلسلہ میں آیا ہوا ہوں۔ یہاں دوران مجلس ریڈیو کے ذریعہ معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ للہ ما اخذ واعطیٰ۔ آپ کے تو وہ والد بزرگوار تھے ان کے سایۂ رحمت خداوندی سے محرومی پر آپ جتنا افسوس اور غم کریں وہ کم ہے۔ مگر ہم وابستگانِ دامان عقیدت کو بھی اس سے جو صدمہ پہنچا ہے اس کا اظہار مشکل ہے۔

"الحق" کے ذریعہ ان کے ارشادات و افادات سے ہر ماہ متمتع ہونے کا موقعہ ملتا رہتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم ان کی مجلس ہی میں حاضر ہیں۔ افسوس کہ یہ صورت اب نہ رہی۔

حضرت محترم بزرگان دیوبند وگنگوہ کی یادگار اور ان کے علوم و افکار کے امین تھے۔ دارالعلوم دیوبند کا فیض ان کے ذریعہ پاکستان اور افغانستان میں جاری تھا۔ اور اس سے وہاں کے دینی و علمی حلقے سرسبز و شاداب تھے۔

بہر حال، وقت موعود تو سب کو آنا ہے خواہ دنیوی و دینی عظمت کے، کیسے ہی بڑے حامل ہوں۔ بارگاہ خداوندی میں حاضری سے کوئی مستثنیٰ نہیں اذا جاء اجلهم لا يستقدمون ساعة ولا يستاخرون اللہ سے دعا ہے کہ حضرت محترم کو اپنے جوار رحمت و رافت میں جگہ دے اور ان کی علمی و دینی و اسلامی خدمات کا بہترین اجر عطا فرمائے۔ اور جنت الفردوس میں ان کے درجات کو بلند فرمائے اور آپ صاحبان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ اور اس حادثہ پر اجر جزیل سے نوازے۔ دارالعلوم کی مجلس شوریٰ نے اس حادثہ پر تجویز تعزیت منظور کی ہے۔ اسے مہتمم صاحب ارسال خدمت کریں گے۔

تجویز کے علاوہ، مجلس نے حضرت کے لئے دعائے مغفرت بھی کی۔ مدرسین دارالعلوم حقانیہ کو سلام عرض کر دیں۔

۲۔ الاخ الاعز الاکرام سلمکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت مخدوم ملت مجدد شریعت وطریقت مولانا الشیخ عبدالحق شیخ الحدیث و بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ ضلع پشاور کے حادثہ وفات کی خبر کافی عرصہ ہوا ریڈیو اور دیگر ذرائع سے مل چکی تھی ایسا محسوس ہوا تھا کہ دل پر کوہ الم ٹوٹ پڑا۔

میں اس زمانہ میں بغرض شرکت مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند (مورخہ یکم و دوم صفر ۱۴۰۹ھ) باوجود علالت طبع کے دیوبند حاضر تھا۔ تجویز تعزیت میرے ہی قلم سے لکھی ہوئی مجلس میں پیش ہو کر منظور ہوئی اور کافی دیر تک ارکان مجلس، حضرت مرحوم کے فضائل و خصائل اور کمالات علمی و عملی کا تذکرہ کرتے رہے سب نے ایسا محسوس کیا کہ گویا دارالعلوم دیوبند اپنے ایک سرپرست سے محروم ہو گیا ہے۔ وہیں میں نے ذاتی طور پر ایک تعزیتی خط آپ کے نام لکھا تھا۔ اور اسے حوالہ برید کرنے کی ہدایت کی تھی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خط آپ تک نہیں پہنچا۔

آج نومبر ۸۸ء کا "الحق" ملا۔ اس میں حضرت کی وفات پر

مختلف احباب کے اشک ہائے غم کے علاوہ، ایک دوسرے محترم دوست اور پاکستان میں علماء دیوبند کے نمائندہ اور اکابر سہارنپور و دیوبند کے جانشین مولانا محمد مالک مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور کی وفات حسرت آیات کی خبر بھی نظر سے گذری تو حضرت کی یاد بھی تازہ ہوگئی (ان الشجی یبعث الشجی) مناسب سمجھا کہ دونوں کی تعزیت آپ ہی سے کرلوں۔

دونوں بزرگواروں سے قدیم روحانی و علمی روابط کے باوجود، آخری ملاقات دارالعلوم دیوبند ہی کے دو یادگار جلسوں میں ہوئی تھی۔ اور اس نے تاریخ کے مٹے ہوئے نقوش کو اجاگر کر دیا تھا۔

حضرت شیخ الحدیث سے شرف نیاز دیوبند کے عظیم صد سالہ جلسہ کے موقعہ پر حاصل ہوا حضرت جسمانی اعتبار سے ہڈیوں کا ایک ہار تھے۔ مگر علم و فضل، لطف و کرم مودت و محبت و عظمت و جلالت کا کہکشاں۔ باوجود سخت نقاہت اور سفر کی تکان کے کھڑے ہو کر معانقہ فرمایا اور دیر تک دعائیں دیتے رہے۔ آپ سے بھی ان ہی کے ساتھ شرف ملاقات حاصل ہوا تھا۔

پھر بعد میں "الحق" کے ذریعہ روابط و تعلقات کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ دارالعلوم حقانیہ کے بعض اساتذہ کرام اور واردین و صادرین کی مجلسوں میں آپ جو ملفوظات ارشاد فرماتے رہے وہ علمی و روحانی جواہرات کی شکل میں ہر رسالہ کے ذریعہ دیدہ دل کو روشن کرتے رہے۔ حضرت گنگوہیؒ اور حضرت نانوتویؒ سے لے کر حضرت کشمیریؒ اور حضرت مدنیؒ تک کے علوم و معارف کا ذخیرہ نئی آب و تاب کے ساتھ نگاہوں کے سامنے آتا رہتا تھا۔

حضرتؒ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحیح جانشین کی حیثیت سے نہ صرف مجلس کتاب و سنت ہی کے صدر نشین تھے بلکہ میدان جہاد کے بھی سالار کارواں تھے۔ مجاہدین سرحد کی آمد پر آپ کے جو ارشادات ہوتے وہ اس کا عملی ثبوت ہیں۔

دارالعلوم کی مجلس میں میں نے بعض اکابر مدرسین کو اس طرف متوجہ کیا کہ ہمارے ہاں بخاری و ترمذی وغیرہ کے درسوں میں صوم صلوٰۃ کے اختلافی مسائل پر جو تقاریر کی جاتی ہیں ان کی بجائے ان احادیث کی ضروری تشریحات طلبہ کے سامنے پیش کی جانی چاہئیں جو جدید تعلیم یافتہ مسلمانوں کے شبہات و خلجان دور کریں اور مسلمانوں کو غیر مسلمانوں کے مقابلہ میں قوت و شوکت کے وسائل بہم پہنچائیں۔ اس سلسلہ میں بطور نظیر حضرتؒ ہی کے ارشادات عالیہ کا حوالہ دیا گیا۔ الحمد للہ اس رائے کو پسند کیا گیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ثواب بھی حضرتؒ ہی کے نامۂ اعمال میں درج ہوگا۔

حضرت مولانا محمد مالکؒ سے نیاز دارالعلوم دیوبند کے "انسداد فتنۂ قادیانیت" کے جلسہ میں حاصل ہوا۔ حضرت مولانا ارشد صاحب کے ہاں ناشتہ پر دیر تک باتیں ہوتی رہیں اور ان خصوصی تعلقات کا ذکر آیا جو حضرت شیخ التفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ کے دامن تلمذ سے وابستگی کی بنا پر خاکسار کو ان کی بارگاہ میں حاصل تھے۔ مرحوم نے مجھے اپنی تازہ ضخیم تصنیف "منازل العرفان" بھی محبت کے ساتھ عنایت کی۔

بہرحال دونوں بزرگوں سے یہ ملاقاتیں تاریخی دستاویزوں کی طرح صفحات دماغ پر مرتسم رہیں گی۔

آخر میں اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ دعا ہے کہ وہ آپ کو آپ کے اعلیٰ مقام باپ کا صحیح جانشین بنائے اور آپ کی علمی و سیاسی سرگرمیوں کو جاری رکھنے کے لیے مزید قوت و عزیمت عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مولانا رشید الدینؒ صاحب
داماد حضرت مدنیؒ، جامعہ قاسمیہ
مدرسہ شاہی مراد آباد

محترم و مکرم جناب مولانا سمیع الحق صاحب زید مجدکم

سلام مسنون! ابھی پچھلے ہفتے مرکزی دفتر جمعیت علماء ہند دہلی میں امارت شرعیہ کی ایک میٹنگ میں حاضری ہوئی۔ وہاں مدرسہ صولتیہ مکۃ المکرمہ کے ایک استاد سے یہ روح فرسا خبر سنی کہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب جن کو آج تک ہم دامت برکاتہم اور مدظلہم العالی لکھتے آرہے تھے اب ان کو رحمۃ اللہ علیہ اور قدس سرہ العزیز لکھنا پڑیگا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ابھی تو آپ کے لیے والدہ محترمہ ہی کا غم تازہ تھا کہ علیم سایۂ پدری سے بھی محرومی ہوگئی۔

حضرت مرحوم کو حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہ سے جو والہانہ تعلق تھا اس میں پاکستان کے ہر سفر میں ملاقات کے موقع پر اضافہ اور زیادتی محسوس ہوتی تھی۔ بار بار اپنی زبان مبارک سے یہ ارشاد فرماتے کہ تمہارے آنے کی وجہ سے آج کا دن میرے لیے عید سے کم نہیں ہے حالانکہ میری کیا حیثیت اور حقیقت ہے مگر چونکہ خورد نوازی ان کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی اور تواضع ان کا شعار ہو چکی تھی اس لیے جو کچھ فرماتے وہ حقیقت ہوتی تھی تصنع نہیں۔ اب ان جیسا وضعدار مشائخ کی یادگار اور اسلاف کا نمونہ کہاں دیکھنے کو ملے گا۔ اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔

مدرسہ میں جلسہ تعزیت کے بعد حضرت مرحوم کی رُوح کو ایصال ثواب کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

اب مدرسہ کی تمام تر ذمہ داریاں آپ کے کاندھوں پر آپڑیں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ خیر و خوبی کے ساتھ تمام ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ اپنے تمام عزیز و اقارب، برادران اور احباب تک میری طرف سے کلماتِ تعزیت پہنچادیں۔ شکر گزار ہوں گا۔

خدا کرے مزاج بعافیت ہو۔

جمعیۃ العلماء برطانیہ

محدث کبیر استاذ الاساتذہ حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی موت کی خبر یقیناً ایسی خبر تھی جس کے ذریعے پہنچنے والا صدمہ ناقابلِ تلافی ہے۔ اہل حق یوں بھی یکے بعد دیگرے بڑے بڑے بزرگوں کے اٹھ جانے کے باعث آزمائش میں مبتلا تھے لیکن رہی سہی ہمت کمر بھی حضرت کی وفات نے توڑ کر رکھ دی۔ یہی بات ہے کہ مولانا کی وفات کے بعد ذہن عجیب کرب میں مبتلا ہے کہ اب کیا ہوگا اور اہلِ حق کے درمیان پائے جانے والے انتشار کو اتفاق میں تبدیل کرنے کا کام کون کرے گا لیکن ایک چیز کہ یقینی ہے کہ اللہ جل جلالہ اپنے اس عظیم بندہ کی دینی خدمات کے صلہ میں نہ صرف مرحوم کو جنت الفردوس میں مقام عطا کرے گا بلکہ اہلِ حق کو باہمی اتحاد و اتفاق کی دولت سے بھی مالامال کرے گا۔

مولانا مرحوم کی وفات سے یقیناً آپ کو بحیثیت اولاد صدمہ پہنچا ہوگا لیکن ہم راہِ حق کے رضاکاروں کے لیے بھی یہ کوئی کم صدمہ نہیں۔ اللہ کریم سے دُعا ہے کہ اللہ کی ذات عالی حضرت شیخ الحدیث کو اپنے ہاں جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے اور ہر طرح کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

جمعیۃ علماء برطانیہ کے زیر اہتمام ملک کے مختلف حصوں میں خصوصی دعائے مغفرت کے علاوہ ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کے پروگرام بھی ہوئے جبکہ برمنگھم میں خصوصی تعزیتی جلسہ بھی رکھا گیا جس میں مولانا عبدالرشید ربانی ڈیوزبری، مولانا مفتی محمد اسلم راد صرم، مولانا سید سلیم شاہ ریڈیچ، مولانا قاری حق نواز حقانی والسال، مولانا حافظ محمد اکرم راچڈیل کے علاوہ ڈاکٹر سجاد حسین خٹک نے بھی شرکت کی اور حضرت شیخ الحدیث کو خراج تحسین پیش کیا۔

قاری تصور الحق

مرکزی سیکرٹری جمعیۃ علماء برطانیہ

مولانا حافظ عبد القادر روپڑی
امیر مرکزی جماعت اہلحدیث

اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت باکرامت رکھے۔ آمین

والد مرحوم کی خبر وفات سن کر سخت صدمہ ہُوا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین۔ اولاد پر والدین کا سایہ خصوصاً ان کی شفقت اور دعائیں خدا کی رحمت کا خاص حصہ ہوتی ہیں۔ آپ لوگوں کا وجود مرحوم کی نشانیاں اور باقیات الصالحات ہیں۔

نیک اولاد والدین کے لیے صدقۂ جاریہ ہے (او ولد صالح۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ آمین۔

میں خود ناسازیٔ طبیعت کی وجہ سے پہلے خط نہ لکھ سکا جس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب
کراچی مصنف تذکرۃ الانبیاء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۷ ستمبر کی شب میں ریڈیو سے اور ۸ ستمبر کی صبح اخبارات سے معلوم ہوا کہ اسوۃ العلماء یادگار اسلاف استاد الاساتذہ واقف اسرارِ شریعت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب بانی دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

موت ہر متنفس کو اس کے مقررہ وقت پر آتی ہے اور اس سے کسی کو بھی مفر نہیں مگر بعض ہستیاں ایسی تاریخی ہوتی ہیں کہ ان کے کارناموں کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ایسے لوگ اپنی موت کے بعد لوگوں کے دلوں میں اپنی انمٹ یاد چھوڑ جاتے ہیں۔ حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہٗ کے بہت سے کارنامے ہیں جو ان کی تاریخ کا روشن باب ہیں۔ ان میں زندہ جاوید کارنامہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا قیام ہے جو صرف رسمی دارالعلوم اور درسگاہ نہیں بلکہ یہ درسگاہ مجاہدین کی تربیت گاہ بھی ہے جس کے تربیت یافتہ علماء افغانستان کی جنگ میں مجاہدین کی قیادت اور ان کے شانہ بشانہ کفر کی اتنی بڑی طاقت سے مصروف جنگ ہیں کہ اس طاقت نے مقابلہ سے عاجز آکر میدانِ جنگ سے فرار میں اپنی عافیت سمجھی۔

اسی طرح مولانا مرحوم اپنی ضعیفی اور بیماری کے باوجود نفاذِ شریعت کا جو جذبہ اور تڑپ اپنے دل میں رکھتے تھے اس کی شاہد قومی اسمبلی میں وہ تقریریں ہیں جو آپ نے اسمبلی میں فرمائیں جو دارالعلوم حقانیہ کے ترجمان ماہنامہ "الحق" میں محفوظ ہیں۔ اس کے باوجود ایسی ہستیوں کی زندگی اور ان کا وجود زندہ لوگوں کے لیے بابرکت ہوتا ہے۔ اس لیے ایسے حضرات کی وفات پر صدمہ فطری بات ہے اور ان کا صدمہ نہ صرف اعزہ اور احباب کو ہوتا ہے بلکہ اپنی جماعت سے تعلق رکھنے والوں کو بھی ہوتا ہے۔ میرا شمار بھی ایسے ہی معتقدین میں ہے اور مولانا کے متعلقین کی طرح مجھے بھی صدمہ ہے۔ میری خدا سے دعا ہے کہ حضرت کو درجاتِ عالیہ سے نوازے، جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل کی نعمت سے نوازے۔ آمین

جناب جاوید جبار صاحب
وزیر مملکت اطلاعات ونشریات

دلی معذرت خواہ ہوں کہ آپ کے والد محترم کی وفات پر تعزیت کے لیے حاضر نہ ہو سکا اور نہ ہی بر وقت اپنا پیغام تعزیت بھیج سکا۔ وجہ یہ تھی کہ میں گذشتہ چند ہفتوں کے دوران اپنے چند فرائض کے سلسلے میں بیرونِ ملک رہا۔ چونکہ میں آج ہی لوٹا ہوں اس لیے اس پیغام میں تاخیر کی معذرت چاہتا ہوں۔

مرحوم کی وفات آپ کا ذاتی نقصان ہی نہیں، ہم سب کا اجتماعی نقصان ہے کیونکہ مرحوم کا دم نہ صرف آپ کے لیے بلکہ پوری قوم کے لیے بڑا غنیمت تھا۔ دین اور تبلیغ کے شعبوں میں انہوں نے تمام عمر جس تندہی سے کام کیا وہ ایک روشن اور قابلِ تقلید مثال ہے۔ افسوس کہ اب وہ ہمارے ساتھ نہیں رہے مگر خدا تعالیٰ کی مرضی کے آگے ہم صرف سر ہی جھکا سکتے ہیں۔

میں آپ کو پیش آنے والے اس صدمے کی شدت کو محسوس کرتا ہوں اور خود کو آپ کے غم میں برابر کا شریک پاتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو حوصلہ دے کہ آپ اس عظیم صدمہ کو برداشت کر سکیں اور ہم سب کو توفیق بخشے کہ ہم مرحوم کی مخلصانہ خدمات اور کام کو آگے بڑھا سکیں۔ آمین۔

شیخِ وقت ۔ مرشدِ کامل

○ **شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان**

ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان

حضرت الاستاد مولانا عبدالحق صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی وفات کا حادثہ جانکاہ آپ کے عزیز و اقارب کے لیے تو عظیم و سنگین ہے ہی لیکن حضرت موصوف کے بے شمار تلامذہ جو ہند و پاک میں خصوصاً اور بلاد اسلامیہ اور دنیا بھر میں عموماً پھیلے ہوئے ہیں ان سب کے لیے بھی انتہائی رنج و الم کا باعث بنا بلکہ ملتِ اسلامیہ پاکستان میں ہر درد مند دین سے تعلق رکھنے والے مسلمان کو اس سے صدمہ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اور مرحوم و مغفور کو جنت الفردوس میں بلند مراتب عطا فرمائیں اور کروٹ کروٹ ان کو راحت و سکون اور چین و آرام نصیب فرمائیں آمین۔

احقر کو ان کے ہزاروں شاگردوں کی فہرست میں ایک ادنیٰ درجے کے شاگرد کی حیثیت سے شمولیت کا شرف حاصل ہے اور میرے اپنے گمان کے مطابق یہ عزت صرف دنیا کی حد تک ہی وجۂ افتخار نہیں بلکہ آخرت کی ابدالآباد کی زندگی میں بھی اس کے ذریعے کامیابی اور سعادت اندوزی کی بڑی توقعات وابستہ ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم کو اللہ تعالیٰ نے بڑی جامع صفات شخصیت عطا فرمائی تھی اگر وہ ایک طرف علم کے سمندر کے شناور تھے اور تمام اقسام علوم میں ان کو وسعت نظر کے ساتھ حقیقی بصیرت بھی عطا ہوئی تھی تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ نے عالم باعمل کی عظمت سے ان کو ایسی درخشاں بلندی عطا فرمائی تھی کہ بلاشبہ اپنے دور میں علمی افادے کے اندر ان کی مثال اگر نایاب نہیں تو کم یاب ضرور تھی۔

ان کے اخلاق عالیہ تواضع و انکساری، صبر و تحمل، احسان و کرم گستری، شفقت و رحمت، عفو و درگزر، جرأت ایمانی اور حق و صداقت کے لیے اولوالعزمی، عمل و علم میں کمال امتیاز استغناء و سیر چشمی وغیرہ نے ہر کہ و مہ دوست دشمن، اپنے اور غیر سب ہی سے اپنا لوہا منوایا۔ کمال یہ تھا کہ صفاتِ حمیدہ میں رسوخ نے وہ طبعی کیفیت حاصل کر لی تھی کہ کبھی بھی ان کی نمود و ظہور میں تکلف کا شائبہ کسی کو محسوس نہ ہوتا تھا۔

ایک طرف وہ عالم بے بدل تھے اور مسندِ علم پر علمی تحقیقات سے تشنگانِ علوم کو سیراب فرماتے تھے تو دوسری طرف شیخ وقت اور مرشد کامل تھے کہ طالبین کو تعلق مع اللہ کی دولت سے مالا مال فرمایا کرتے تھے۔

پھر ان عظیم دینی اور روحانی خدمات کے ساتھ انہوں نے پاکستان میں نظام اسلام کے قیام کے لیے مملکت خداداد پاکستان کے تحفظ و استحکام کے لیے جو گرانقدر خدمات انجام دیں پاکستان کا ہر ذی شعور شہری اس سے بخوبی واقف ہے اور اسمبلی کا ریکارڈ اس کے لیے شاہد عدل ہے۔

اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

○ **جسٹس مفتی محمد تقی عثمانی**

جج وفاقی شرعی عدالت

حکومت پاکستان کا مکتوب

حضرت قدس سرہ کے سانحۂ وفات کی خبر دل و دماغ پر بجلی بن کر گری۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت کی ذات بابرکات ہم سب کے لیے ظلمتوں کے اس گرداب میں وہ عظیم سہارا تھی جس کے تصور ہی سے قلب میں تسکین اور ٹھنڈک کا احساس ہوتا تھا۔ اکابر کے سائے ایک ایک کر کے سر سے اٹھ چکے تھے۔ حضرت کا تصور کر کے اپنے عہد کے افلاس کم ہوتا تھا۔ آج یہ مبارک سایہ بھی سر سے اٹھ گیا۔

دل کی خواہش تھی کہ نماز جنازہ میں شمولیت کی سعادت حاصل ہو جاتی۔ لیکن اطلاع رات کو ایسے وقت ملی کہ پہنچنا ممکن نہ تھا اور اس طرح اس سعادت سے بھی محروم رہا۔

ہماری طرح دارالعلوم کے تمام اساتذہ و طلباء اس حادثے سے بے حد متاثر ہیں اور سب یہ محسوس کر رہے ہیں کہ وہ

یتیم ہو گئے۔ تدفین والے دن دارالعلوم میں تعطیل کر کے ایصالِ ثواب کا اہتمام ہوا۔ تمام اساتذہ و طلباء شریک تھے اور سب سوگوار و غم زدہ۔ یہ شعر تو بارہا پڑھا بھی تھا اور متعدد مواقع پر استعمال بھی کیا لیکن اپنے ملک کے حالات کے پیشِ نظر یوں محسوس ہوا کہ اس کا صحیح مصداق آج پیش آیا ہے کہ ؎

داغِ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی، سو وہ بھی خموش ہے

حضرتؒ کی عنایات اور شفقتیں اور ان کا نورِ مجسم وجود نگاہوں کے سامنے ہے۔ ایک ایک کر کے حضرت کی شفقتیں یاد آ رہی ہیں۔ جب اپنا حال یہ ہے تو آپ اور دوسرے بھائیوں، اہلِ خانہ اور اہلِ مدرسہ کی جو کیفیت ہو گی وہ ظاہر ہے خاص طور سے آپ کے عظیم صدمے کے ساتھ جو گراں بار ذمہ داریاں آپ پر آ گئی ہیں، ان کے تصور سے بھی روح فرسا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو جن صلاحیتوں سے نوازا ہے اور جس تواتر کے ساتھ حضرت کی صحبت سے فیض یاب کیا ہے اس کے پیشِ نظر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ اس صدمے کو سہارنے اور ان ذمہ داریوں کا بوجھ اٹھانے کی توفیق بھی مرحمت فرمائیں گے۔ جب وہ کوئی صدمہ یا ذمہ داری دیتے ہیں تو پھر مدد بھی فرماتے ہیں۔ حضرتؒ کی دعائیں آپ کے ساتھ ہیں جن کی موجودگی میں ان شاء اللہ آپ تنہا نہیں رہیں گے۔

احقر چونکہ ایسے حادثے سے پہلے دوچار ہو چکا ہے اس لیے اس کی سنگینی کا پورا احساس ہے اور تسلی و تعزیت کے لیے آپ سے کچھ کہنا لقمان کو حکمت سکھانے کے مترادف ہے لیکن میں اپنا ذاتی تجربہ عرض کرتا ہوں کہ صدمے کی ایسی شدت کے باوصف حضرت والد صاحب قدس سرہٗ کی وفات کے بعد میں نے کبھی اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کیا اور اب بھی ایسا محسوس ہوتا ہے کہ حضرت والد صاحب قدس سرہٗ کہیں موجود ہیں اور ان کی رہنمائی حاصل ہے۔ امید ہے کہ ان شاء اللہ آپ کے ساتھ بھی ایسا ہی ہو گا ؎

خیرٌ مِنَ العبّاسِ اَجرُکَ بعدَہٗ
واللہُ خیرٌ مِنکَ للعبّاسِ

حضرت مولانا عتیق الرحمٰن سنبھلی مدظلہٗ
مدیر "الفرقان" لکھنؤ (بھارت) حال لندن

۸ ستمبر کو جب یہ خبر پڑھی ہمارے یہاں پوسٹل اسٹرائک چل رہی تھی۔ بس یہ سوچ کر کہ ڈاک کھلے گی تو خط لکھوں گا، لکھے ہاتھوں لکھنے سے رہ گیا۔ ہمارے یہاں ایک دن کی بھی سٹرائک (ہڑتال) ہو تو پوسٹ بکس (لیٹربکس) سیل (مہربند) کر دیے جاتے ہیں، یہ تو ایک ہفتے سے چل رہی تھی۔ ڈاک کھلتے کھلتے دو ہفتے لگ گئے اور میں ایک مضمون لکھنے میں مشغول ہو گیا تو یہ بات ہی ذہن سے اتر گئی حالانکہ اب چار پانچ دن سے ڈاک کھل گئی تھی۔ کل کیا کیا یاد آیا تو کیا بتاؤں کس قدر شرمندگی ہوئی کہ اس قدر محبت اور تعلق کا دعوےٰ تھا اور یہ حقیقت نکلی لیکن محبت کے دعوے سے دستبردار ہونا میرے لیے ممکن نہیں۔ جن چند یادوں سے میرے بجھے ہوئے دل کی رونق تھی ان میں سے ایک یاد حضرتؒ الا کے اس دور کی بھی تھی بلکہ ہے جب میں حضرتؒ کے حلقۂ درس کا ایک طالب علم تھا اور اس معنی میں خوش نصیب طالب علم مجھے تو اکثر طلبہ کی طرح حضرت سے محبت تھی اور ہے۔ حضرت بھی میرے ساتھ محبت و شفقت کا سا معاملہ رکھتے تھے۔ میں نے شاید آپ سے کہا بھی تھا کہ پاکستان جانے کی اگر خواہش ہوتی ہے تو اس کے محرکات میں سے جذباتی محرک صرف حضرت۔ (علیہ الرحمہ)۔ کی زیارت کا جذبہ ہوتا ہے۔ ۴۷ء نے جو تقسیم کیا تو پھر صورت ہی کو ترس گئے۔ کیا معصوم اور دلنواز ایک شرمیلی سی مسکراہٹ چہرے پر رہتی تھی

؎ اب اسے ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

اللہ بال بال مغفرت فرمائے اور اکرام کے اعلیٰ درجات سے نوازے۔ فرشتہ صفت انسان پورے معنی میں ایک ہی دیکھا یاد ہے۔

بقیہ ص ۹۲۸ سے ۔ تقاریر کے اقتباس

مولانا سمیع الحق نے عرض کیا۔ حضرت! ابھی پریشانی ہے کہ فتنوں کا دور ہے اور ادھر قحط الرجال ہے۔ ذمہ داریاں بھی بڑھ گئی ہیں اور اپنے اندر اس کی اہلیت بھی نہیں۔

مولانا سعید احمد خان نے فرمایا۔ اللہ پاک برکت دے گا حضرت کی برکتیں ظاہر ہوں گی۔ حضرت کے تلامذہ تو پاکستان، افغانستان اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یورپی ممالک میں بھی ان کا فیض پہنچا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی سعی کو قبول فرمائے اور ان کے برکات ان کے متوسلین، تلامذہ اور ان کی اولاد پر نازل فرمائے۔ پھر مولانا سعید احمد خان نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور بڑے الحاح اور عجز و انکسار کے ساتھ حضرت شیخؒ کی مغفرت و رفع درجات، دارالعلوم کے بقا و استحکام اور اس کے نظام و اہتمام میں حضرت شیخؒ کے جانشینوں کے لیے دیر تک دعا فرماتے رہے۔ مولانا سمیع الحق کی درخواست پر دارالحدیث میں دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ترغیباً ارشاد فرمایا:

"دارالعلوم حقانیہ مرکز علم ہے۔ تمام عالم میں مشہور ہے جہاد کا قلعہ ہے۔ دین کا مورچہ ہے۔ اس کے فضلاء کو، اس کے متوسلین و متعلقین کو اور یہاں کے طلباء اور اہل علم کو اس ادارہ کی نسبت اور حضرت شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے نسبت کے پیش نظر چاہیے کہ یہاں کے علوم و معارف اور انوار و برکات کو بھی تمام عالم میں پھیلا دیا جائے"